

شہید قرآن حضرت عثمانؓ

(سیرت اور فضائل و مناقب روایات کی روشنی میں)

ترمذی شریف میں روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے غزوہ تبوک کے لئے ساز و سامان اور اسباب مہیا کرنے کے لئے صحابہ کرامؓ کو ترغیب دی۔ اس غزوہ میں چونکہ سینکڑوں میل دور کا سفر درپیش تھا، گرمی کا موسم بھی تھا اور وقت کی سپر پاور قیصر روم سے مقابلہ تھا۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو زیادہ سے زیادہ خرچ کرنے کی تشویق دلائی۔

غزوہ تبوک میں ہزار اونٹوں کا نذرانہ اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد: یارسول اللہ علی مائۃ بعیر بأحلاسها وأقتابها فی سبیل اللہ۔ اللہ کی راہ میں میں کام آنے کے لئے سو اونٹ مع ساز و سامان کے اپنے ذمہ لیتا ہوں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو دوبارہ تحریریں و ترغیب دی۔ اس پر حضرت عثمانؓ دوبارہ جوش اور جذبے میں اٹھ کر کہتے ہیں کہ میں مزید دو سو اونٹ مع ساز و سامان کے پیش کرتا ہوں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سہ بارہ اہل فرما کی تو حضرت عثمانؓ نے کہا کہ میں تین سو اونٹوں کا نذرانہ پیش کرتا ہوں۔ اس حدیث کے راوی حضرت عبدالرحمن بن خبابؓ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول کریم ﷺ منبر سے اترتے جاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ما علی عثمان ما عمل بعدہ، 'ما علی عثمان ما عمل بعدہ'۔ "اس عمل کے بعد اب عثمان جو بھی کریں ان کو کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ اس عمل کے بعد اب عثمان جو بھی کریں ان کو کوئی نقصان نہیں ہوگا۔"

چونکہ یہ زمانہ سخت تنگی اور عسرت کا تھا، سفر بھی دور دراز کا تھا اور ذرا راہ کی کمی بھی درپیش تھی۔ اس لئے اس لشکر کو "عیش العسرۃ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

امام نوویؒ تہذیب میں لکھتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے اس موقع پر ساڑھے نو سو اونٹ پیش کئے تھے اور پھر ہزار کا ہدف پورا کرنے کے لئے اس کے ساتھ پچاس گھوڑے بھی ملا دیئے۔

ہزار دینار کا ایثار: عبدالرحمن بن سرہ سے امام احمدؒ نے اپنی کتاب میں روایت نقل کی ہے: کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اس وقت حاضر تھا جب حضرت عثمانؓ عیش عسرت کے لئے ایک ہزار دینار اپنے کرتے کی آستین میں

بھر کر نبی کریم ﷺ کے پاس لائے اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو اپنی گود میں بکھیر دیا اور ان دیناروں کو اپنی گود میں الٹ پلٹ کر فرماتے ہیں کہ حاضر عثمان ماعمل بعد الیوم مرتین۔ آج کے اس مالی ایثار کے بعد اگر عثمان سے کوئی بھی عمل سرزد ہو جائے تو ان کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ اور یہ الفاظ آپ ﷺ نے دوسرے ارشاد فرمائے۔

اس حدیث سے حضرت عثمانؓ کے بلند مقام اور عظیم مرتبہ کا امت کے سامنے اظہار کرتا ہے۔

حضور ﷺ کا ارشاد ”میں عثمان سے راضی ہوں“: اسی غزوہ کے موقع پر دوران سفر جب غذائی اجناس ختم ہو گئیں اور فاقہ و ابتلاء کی نوبت آئی تو حضرت عثمانؓ نے لشکر کی ضرورت اور حالات کے مطابق سامان خورد و نوش مہیا فرمایا۔ رسول اقدس ﷺ نے خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے اللہ جل جلالہ سے دعا فرمائی کہ ”اے اللہ! میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی عثمان سے راضی ہو جا“ اور یہ دعائیہ جملہ رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ دہرایا۔ اور ساتھ صحابہ کو بھی فرمایا کہ تم بھی عثمان کے حق میں دعا کرو۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت عثمانؓ کی سفارت: ۶ھ کو رسول اللہ ﷺ ۱۲۰۰ سو صحابہ کے ہمراہ عمرہ کی ادائیگی کی غرض سے مکہ روانہ ہوئے اور حدیبیہ کے مقام پر ان کو روک دیا گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو اپنا نمائندہ اور سفیر بنا کر قریش مکہ سے مذاکرات کے لئے بھجوا دیا۔ صحابہ کی ایک بڑی جماعت میں حضرت عثمانؓ کا سفارت کے لئے انتخاب یہ ان کی فضیلت اور منقبت کے لئے بین دلیل ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر اسی واقعہ میں آگے چل کر جب یہ افواہ پھیل گئی کہ حضرت عثمانؓ کو کفار مکہ نے قتل کر دیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان تمام صحابہ کو جمع کر کے ان سے بیعت علی الجہاد لی، اس بیعت کا ظاہری سبب خون عثمانؓ کا بدلہ ہی لینا تھا۔ اس سے رسول اللہ ﷺ کی نظر میں حضرت عثمانؓ کا مقام واضح اور کھل کر سامنے آتا ہے۔

بیعت رضوان اور نبی کریم ﷺ کا اپنے دست مبارک کو عثمانؓ کا ہاتھ قرار دینا: یہ بیعت رضوان کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔ اس موقع پر حضرت عثمانؓ موجود نہیں تھے۔ شاید رسول اللہ ﷺ کو بذریعہ وحی انکے زعمہ سلامت ہونے کی اطلاع ہوئی۔ حضرت انسؓ ترمذی شریف میں روایت نقل کرتے ہیں فقال رسول اللہ ان عثمان فی حاجة اللہ و حاجة رسولہ فضر ب باحدی یدیہ علی الاخری فکان ید رسول اللہ ﷺ لعثمان خیرا من ایدیہم لانفسہم۔

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عثمانؓ اللہ کے دین اور اللہ کے رسول کے کام پر گئے ہوئے ہیں اس لئے آپ ﷺ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا پس رسول کریم ﷺ کا وہ ہاتھ جو حضرت عثمانؓ کی طرف سے تھا باقی تمام صحابہ کے ان ہاتھوں سے کہیں افضل و بہتر تھا جو ان کی اپنی طرف سے تھے۔“

رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں میں سے ایک ہاتھ کو حضرت عثمانؓ کے ہاتھ کے قائم مقام کیا اور حضرت

عثمانؓ کی طرف سے بیعت کی۔ تو اس طرح حضرت عثمانؓ کو یہ خصوصی فضیلت حاصل ہوئی کہ آنحضرت ﷺ کے دست مبارک ان کے ہاتھ کا قائم مقام ہوا۔ اور اسی بنیاد پر وہ سب لوگوں سے افضل و اشرف ٹھہرے۔ تو ان کا غیر موجود ہونا ان کی فضیلت کا سبب بن گیا۔

بیت اللہ کا طواف اپنے کعبہ و قبلہ کے بغیر گوارا نہیں: قریش سے مذاکرات کرنے کے بعد قریش اور اہل مکہ نے حضرت عثمانؓ کو خانہ کعبہ کے طواف کرنے کی پیشکش کی۔ کون سا مسلمان ہوگا جس کے دل میں خانہ کعبہ کے طواف کرنے کی تڑپ اور حجر اسود کو چومنے کی تمنا اور مقام ابراہیمؑ پر دو رکعت پڑھنے کی آرزو اور صفا و مروہ کی سعی کرنے کا شوق نہ ہو۔ لیکن حضرت عثمانؓ کا حضور اقدس ﷺ سے عشق و محبت اور اطاعت کا ایسا پکارا رشتہ تھا کہ وہ طواف کعبہ اپنے محبوب سردار کو نبین ﷺ کے بغیر گوارا نہیں کرتے۔ گویا حضرت عثمانؓ نے اپنے عمل سے ظاہر کر دیا کہ کعبہ کا طواف جسکے کہنے سے عبادت ٹھہری اس کی محبت و معیت کے بغیر ہمیں یہ قبول نہیں۔ ادھر قریش کہہ اور حضرت عثمانؓ کے درمیان یہی باتیں ہو رہی تھیں اور ادھر حدیبیہ کے مقام پر اصحاب رسول ﷺ نے حضور اقدس ﷺ کی مجلس میں کہا: طوبیٰ لعثمان قد طاف بالبيت وسعى من الصفاء والمروة واحل قال رسول الله ما كان ليفعل "عثمان کو خانہ کعبہ کا طواف مبارک ہو" اس پر رسول اقدس ﷺ نے فرمایا کہ "اگر عثمان طویل زمانے تک مکہ میں رہیں تو بھی وہ طواف نہیں کریں گے جب تک کہ میں طواف نہ کروں"

یہ حضرت عثمانؓ کے عشق و حب نبوی ﷺ کا عظیم مظاہرہ ہے۔

قربت و رشتہ رسول: اسلام میں فضیلت کا معیار حسب و نسب نہیں۔ قرآن مجید نے اس کی نفی کی اور معیار فضیلت تقویٰ قرار دیا۔ تاہم جزوی طور پر حضور اقدس ﷺ کا رشتہ و قربت فضیلت اور شرف کی بنیاد ہو سکتا ہے۔ حضرت عثمانؓ کا نسب اپنے والد کی طرف سے پانچویں پشت میں رسول اقدس ﷺ سے جا ملتا ہے۔ نسب یہ ہے:

حضرت عثمان بن عفان بن العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف یہاں پر جا کر نسب یکجا ہو جاتا ہے۔

والدہ ماجدہ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نسب میں کوئی واسطہ نہیں۔ اور وہ یوں کہ حضرت عثمانؓ کی والدہ ارؤیٰ رسول اللہ ﷺ کی چھوٹی ام الکلیم بیضاء کی بیٹی تھیں۔ یوں آپؐ کی والدہ حضرت عبد المطلب کی نواسی ہوئیں اور حضرت عثمانؓ رسول اللہ ﷺ کے خواہر زادے (بھانجے) ہوئے۔

حضور ﷺ کے ساتھ دامادی کا دوہرا رشتہ: حضرت عثمانؓ رسول اقدس ﷺ کے دوہرے داماد بھی ہیں۔ یہ وہ فضیلت ہے جو تخلیق آدم علیہ السلام سے حضور اقدس ﷺ تک کسی فرد واحد کو حاصل نہیں۔ یعنی کسی نبی کی دو بیٹیاں کسی ایک شخص کے عقد میں نہیں آئیں اور نہ قیامت تک یہ شرف اب کسی کو حاصل ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ کا نکاح ہجرت سے قبل آپؐ سے ہوا۔ ہجرت کے بعد غزوہ بدر کے موقع پر حضرت رقیہؓ سخت بیمار تھیں۔

رسول اقدس ﷺ کے حکم پر ان کی حمارداری کیلئے حضرت عثمانؓ گھر پرز کے اور غزوہ بدر میں شریک نہ ہوئے۔ تاہم رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو بدر یتیم میں نہ صرف شمار کیا بلکہ مال غنیمت سے بھی نوازا۔ بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرو روایت نقل کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو فرمایا: ان لک اجر رجل ممن شهد بدرًا وصهمہ ”آپ کیلئے بدر میں شریک آدمی کی طرح اجر ہے اور مال غنیمت میں بھی برابر کا حق ہے۔“

حضرت رقیہ کا غزوہ بدر کے متصل انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی دوسری صاحبزادی ”ام کلثومؓ“ کو آپؐ کے عقد زوجیت میں عنایت فرمائی۔ آپؐ کے ”ذوالنورین“ لقب کی وجہ تسمیہ بھی یہی ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی ”دو نورین“ آپ کے عقد میں دی تھیں۔

عرش بریں پر عثمانؓ کا نکاح: سنن ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ حضرت عثمانؓ سے مسجد کے دروازے میں ملے اور فرمایا: یا عثمان ہذہ جبریل اخبرنی ان اللہ قد زوجک ام کلثوم بمثل صداق رقیۃ علی مثل صحبتہا ”اے عثمان یہ جبریل ہیں جس نے مجھے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے ام کلثومؓ کو تمہارے نکاح میں دیا رقیہ کے مہر پر اس شرط سے کہ ان کو بھی تم اس خوبی سے رکھو جیسے اُن کو رکھتے تھے۔“

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ام کلثومؓ سے آپؐ کا نکاح آسمان پر پہلے اور زمین پر بعد میں ہوا ہے۔ کہتے ہیں کہ دو نکاح عرش بریں پر اللہ تعالیٰ نے پڑھائے۔ ایک حضور ﷺ اور حضرت زینبؓ کا۔ جس کا ذکر قرآن میں ”وزوجناکھا“ سے آیا اور دوسرا حضرت عثمانؓ اور ام کلثومؓ کا۔

مشابہت رسول اقدس ﷺ اور جمال و خوبصورتی: ابن عدیؒ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور ﷺ نے ام کلثومؓ کا عقد حضرت عثمانؓ سے کیا تو یہ ارشاد فرمایا: بعلمک اشبه الناس بعلمک ابراہیم وابیک محمد ”تیرا شوہر تیرے دادا ابراہیم علیہ السلام اور تیرے بابا محمد مصطفیٰؐ سے سب سے زیادہ مشابہ ہے“ اس روایت سے حضرت عثمانؓ کی جمال و خوبصورتی اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ مشابہت کا حد درجہ اظہار ہوتا ہے۔

ابن عساکرؒ نے عبداللہ بن حزم المازنیؒ سے حضرت عثمانؓ کی خوبصورتی کے بارے میں روایت کی ہے: لمارایت قط ذکرأ ولا انشی احسن وجہاً منہ ”میں نے کبھی اُن جیسا خوبصورت کسی مرد و عورت کو نہیں دیکھا“

۹۹ حضرت کلثومؓ بھی اللہ کی پیاری ہوئیں تو حضرت عثمانؓ انہما کی غم اور ملال میں ڈوبے تھے۔ اس پر حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: لو ان لی اربعین بنتاً لزوجت عثمان واحدة بعد واحدة۔

”اگر میری چالیس بیٹیاں ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ کے نکاح میں دیتا۔“

اس سے نبی کریم ﷺ کا حضرت عثمانؓ سے خوش راضی اور مطمئن ہونے کا اعجاز ہوتا ہے۔ اور یہ اگر ایک طرف نبی کریم ﷺ کے اعتماد کی دلیل ہے تو دوسری طرف عثمانؓ کے اعلیٰ حسن اخلاق و سلوک کا مظہر بھی ہے۔

صاحبُ الہجرتین: ہجرت ایک بہت بڑا عظیم عمل ہے۔ حضرت عثمانؓ نے دوسری ہجرت کی سعادت حاصل کی۔ جس کی طرف ہجرت کرنے والوں میں سب سے اسبق و اول عثمانؓ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **والذی نفسی بیدہ انہ اول من ہاجر بعد ابراہیم و لوط** ”اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے حضرت ابراہیم اور حضرت لوط علیہما السلام کے بعد حضرت عثمانؓ اور رقیہ پہلا جوڑا ہے جو ہجرت کرنے والا ہے۔ رسول اقدس ﷺ نے جب اللہ کے حکم سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو آپؐ نے دوبارہ دوسری مرتبہ مدینہ شریفہ کی طرف ہجرت کی۔

مسلمانوں کیلئے بیڑ رومہ کی خریداری اور وقف کرنا: ہجرت کرنے کے بعد مدینہ منورہ میں مسلمانوں کو جو سب سے بڑا مسئلہ درپیش ہوا وہ بیٹھے پانی کا تھا۔ مدینہ میں بیٹھے پانی کا ایک ہی کنواں تھا جس کا نام ”رومہ“ تھا وہ ایک یہودی کی ملکیت تھی۔ مسلمانوں کو اس سے پانی بھرنے میں کافی دشواری کا سامنا ہوتا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **من یشتري بئر رومة يجعل دلوہ مع دلاء للمسلمین بخیر لہ منها فی الجنة** ”کون شخص ہے جو رومہ کے کنویں کو خریدے اور اپنے ڈول کو مسلمانوں کا ڈول بنا دے اور اس نیکی کے بدلے میں جنت اس کو ملے گی“

حضرت عثمانؓ نے اس کنویں کو ایک لاکھ درہم میں خریدنے کے بعد مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔ **جنت میں رسول ﷺ کی رفاقت:** ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ **لکل نبی رفیق فی الجنة و رفیقی فیہا عثمان بن عفان** ”جنت میں ہر نبی کا ایک رفیق ہوگا“ عثمان میرے رفیق ہیں۔ وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا“

مسجد نبوی ﷺ کی توسیع کے لئے زمین خریدنا: مدینہ منورہ میں جب مسجد نبوی میں نمازیوں کی تعداد کی زیادتی کے سبب مسجد تنگ پڑنے لگی تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا: **من یشتري بقعة ال فلان فیزیدھا فی المسجد بخیر لہ منها فی الجنة** ”کون شخص ہے جو فلاں شخص کی اولاد کی زمین خریدے اور اس کے ذریعہ مسجد کی توسیع کر دے اس نیکی اور بہتر اجر کے بدلے میں جو اس کو زمین کے سبب جنت میں ملے گا“ حضرت عثمان غنیؓ نے رسول اقدس ﷺ کی خواہش کے مطابق اس زمین کو بیس یا پچیس ہزار درہم کے عوض خرید کر مسجد نبوی میں شامل کرنے کیلئے وقف کر دیا۔

وہ جن سے ملا نہ شرمائیں: ابوالحسن مسلم بن الحجاج القشیریؒ اپنی کتاب مسلم شریف میں حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ”ایک دن رسول کریم ﷺ اپنے گھر میں اپنی رانیں یا پنڈلیاں کھولے ہوئے لیٹے تھے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حاضری کی اجازت چاہی تو آپؐ نے انہیں اندر بلا لیا اور اسی حالت میں لیٹے رہے پھر حضرت عمرؓ نے حاضری کی اجازت چاہی تو آپؐ نے انہیں بھی اندر بلا لیا اور اسی حالت میں لیٹے رہے۔ رسول اللہ ﷺ ان سے باتیں کر رہے تھے کہ حضرت عثمانؓ نے حاضری کی اجازت چاہی تو رسول کریم ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑوں کو درست

کر لیا، یعنی رانیں یا پنڈلیاں ڈھک لیں۔ جب یہ حضرات حضور کریم ﷺ کی خدمت سے واپس چلے گئے تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ اندر آئے تو آپ نے کوئی جنبش نہ کی اور نہ ان کی پرواہ کی مگر جب حضرت عثمان داخل ہوئے تو آپ فوراً اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست فرمائے۔ یہ کیوں؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **الا أستحيى من رجل يستحيى منه الملائكة** وفی رواية قال ان عثمان رجل حیى وانى خشیت ان اذنت له علی تلک الحالۃ ان لا یبلغ الی فی حاجتہ۔

”کیا میں اس شخص سے حیاء نہ کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں، اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ ”حقیقت یہ ہے کہ عثمان بہت حیاء دار آدمی ہیں، میں نے محسوس کیا کہ اگر میں نے عثمان کو اسی حالت میں بلا لیا تو وہ مجھ سے اپنا مقصد پورا کئے بغیر غلبہ ادب اور شرم و حیا سے میرے پاس نہیں بیٹھیں گے اور واپس چلے جائیں گے۔“ یہ ارشاد گرامی حضرت عثمانؓ کی فضیلت کو ظاہر کرتا ہے۔ حیاء فرشتوں کی اعلیٰ صفت ہے جو مذکورہ الفاظ کے ذریعے حضرت عثمانؓ میں ثابت کی گئی۔ آپؐ کے رفقاء اور صحابہ میں جو شخص جس صفت کا زیادہ حامل ہوتا آپؐ اسے اسی صفت اور خصلت کی رعایت کے ساتھ اس کے ساتھ سلوک فرماتے۔

احمد مجتبیٰ علیہ السلام کا خلفائے ثلاثہ کو جنت کی بشارت: بخاری اور مسلم شریف کی متفق علیہ حدیث ہے۔ سعید بن المسیبؓ روایت کرتے ہیں کہ ”ابوموسیٰ اشعرؓ نے ان کو بتایا کہ ایک روز وہ اپنے مکان سے نکلے تو سوچا کہ آج کا دن کیوں نہ رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہوں۔ یہ سوچ کر وہ مسجد گئے اور رسول اللہ ﷺ کے متعلق لوگوں سے پوچھا۔ تو لوگوں نے بتایا کہ آپ ﷺ فلاں جانب تشریف لے گئے۔ ابوموسیٰ اشعرؓ کہتے ہیں کہ میں اسی سمت چلا اور چلتے چلتے ”بئر اریس“ پہنچ گیا۔ بئر اریس ایک احاطہ میں تھا، میں اس کے دروازے کے قریب بیٹھ گیا اور رسول اللہ ﷺ کنویں میں پاؤں لٹکائے ہوئے وہاں تشریف فرما تھے۔ میں قریب پہنچا سلام کیا۔ اور پھر دروازہ کے قریب آ کر بیٹھ گیا۔ میرا دل چاہا کہ میں اسی طرح آپ ﷺ کا دربان بن کر بیٹھا رہوں۔ اتنے میں کسی نے آ کر دروازہ پر دستک دی۔ میں نے اندر سے پوچھا: کون ہے؟ جواب ملا: ابوبکرؓ۔ میں نے انہیں ٹھہرنے کے لئے کہا اور اٹھ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور عرض کیا کہ ابوبکرؓ حاضر ہونے کی اجازت چاہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں آنے کی اجازت دو اور جنت کی بشارت بھی۔ چنانچہ میں نے ابوبکرؓ کے پاس جا کر ان سے کہا کہ چلئے رسول اللہ ﷺ نے آپ کو جنت کی خوشخبری دی ہے۔ ابوبکرؓ اندر آئے اور آپ کو سلام کرنے کے بعد آپ ہی کی طرح آپ کے دائیں طرف کنویں میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد میں پھر دروازے کی طرف آ گیا۔ میں (گھر سے نکلنے وقت) اپنے بھائی کو وضو کرتا چھوڑ آیا تھا، مجھے خیال آیا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اس کے حق میں بھی خیر کو مقدر فرمایا تو وہ بھی ضرور آ جائے گا۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر کسی کی دوبارہ دستک ہوئی۔ میں نے پوچھا کہ کون ہے؟ جواب ملا: عمرؓ۔ میں پھر انہیں ٹھہرا کر آپ ﷺ کے پاس آ گیا

اور عرض کیا کہ عمرؓ حاضری کی اجازت چاہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں بلا لیا اور جنت کی بشارت بھی دو۔ چنانچہ میں ان کے پاس گیا اور کہا کہ چلئے رسول اللہ ﷺ نے آپ کو جنت کی خوشخبری دی ہے۔ چنانچہ عمرؓ بھی اندر آئے اور آپ ﷺ کو سلام کرنے کے بعد ابو بکرؓ کی طرح آپ ﷺ کے بائیں جانب کنویں میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ اور میں پھر دروازے کی طرف لوٹ آیا اور دل میں سوچنے لگا کہ اگر میرے بھائی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بھلائی منظور ہوگی تو اس کو لائے گا۔ ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ دروازے پر پھر دستک ہوئی۔ میں نے پوچھا کہ کون ہے؟ جواب ملا عثمانؓ۔ چنانچہ میں ایک بار پھر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ عثمان حاضری کی اجازت چاہتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ”انہیں بھی بلا لیا اور جنت کی خوشخبری بھی دے دو البتہ ان پر ایک مصیبت آئیگی۔“ چنانچہ میں نے عثمانؓ سے جا کر وہی کہہ دیا جو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا۔ عثمانؓ اندر آئے اور آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گئے۔ شریک سعیدؓ کے حوالے سے کہتے ہیں کہ میں ان کی اس انداز کی نشست سے ان کے مقابر کی تاویل کرتا ہوں۔ یعنی رسول اللہ ﷺ اور شیخینؓ کی قبریں اکٹھی ہوں گی اور حضرت عثمانؓ کی الگ (جنت البقیع میں) سامنے ہوگی۔

شرف کتابت وحی: حضرت عثمانؓ کو اللہ تعالیٰ نے شرف کتابت وحی (قرآن) سے بھی نوازا تھا۔ نبی کریم ﷺ پر جب کوئی آیت نازل ہوتی تو آپ ﷺ اپنے اصحاب میں سے کسی لکھنے والے کو حکم دیتے، وہ لکھ لیتا۔ حضرت عائشہؓ سے کنز العمال میں ایک روایت نقل کی گئی ہے کہ ”ایک دفعہ رات کے وقت وحی نازل ہوئی۔ اس وقت عثمانؓ بھی موجود تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں لکھنے کا حکم دیا تو آپؐ نے تعمیل ارشاد کی۔“

حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی پشتگوئی زبان نبویؐ سے: ایک دن نبی کریم ﷺ مکہ کی پہاڑی ”شہیر“ پر کھڑے تھے آپ ﷺ کیساتھ حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی تھے اس دوران وہ پہاڑی خوشی سے ہلنے لگی اور ہلنے کی وجہ سے پہاڑی پر پتھر نیچے گرنے لگے تو آپ ﷺ نے پہاڑی پر ٹھوکر ماری اور فرمایا: اسکن ثبیر فانما علیک نبی وصدیق وشہیدان ”اے شہیر ٹھہر جا! حرکت مت کر اس وقت تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق، اور دو شہید ہیں۔“ بخاری شریف میں حضرت انسؓ کی ایک روایت جبل احد کے حوالے سے بھی اسی طرح نقل کی گئی ہے۔ گویا آپ ﷺ نے پشتگوئی فرمائی کہ میرے اور ابو بکرؓ صدیقؓ کے علاوہ باقی دو صحابہؓ یعنی حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کو شہادت حقیقی حاصل ہوگی اور ایسا ہی ہوا، حضرت عمرؓ کا تلانہ حملے میں زخمی ہو کر شہید ہوئے اور حضرت عثمانؓ نے باغیوں کے ہاتھوں جام شہادت نوش فرمائی۔

مرض وفات میں رسول اللہ ﷺ کا حضرت عثمانؓ کو طلب کرنا اور صبر کی تلقین: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مرض وفات میں فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ میرے پاس میرے بعض صحابہؓ موجود ہوں۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم آپ کے لئے ابو بکر صدیقؓ کو بلا لیں۔ تو

رسول اللہ ﷺ چپ رہے۔ پھر عرض کیا کہ حضرت عمرؓ کو بلائیں۔ تو آپ ﷺ پھر بھی چپ رہے پھر عرض کیا: الا ندعولک عثمان قال نعم فجاء فجلاء به فجعل النبی ﷺ بکلمه ووجه عثمان يتغير، قال قيس فحدثني ابو سہلہ مولیٰ عثمان ان عثمان بن عفان قال يوم الدار ان رسول لله ﷺ عهد الى عهداً فانا صائر اليه ”کیا حضرت عثمانؓ کو بلائیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں، پھر عثمانؓ آئے اور آپ ﷺ نے ان سے اکیلے میں باتیں کیں اور آپ ﷺ جب بات کرتے جاتے تو حضرت عثمانؓ کا چہرہ متغیر ہوتا جاتا۔ قیس نے کہا کہ مجھ سے ابو سہلہ نے جو حضرت عثمانؓ کے غلام تھے کہا ہے، عثمان ابن عفان نے محاصرہ کے دن کہا کہ رسول خدا ﷺ نے مجھ سے عہد لیا ہے (مہر و تحل کا دامن پکڑے رہنے کا) میرا وہی حال ہے اور حضرت علیؓ نے ایک روایت میں کہا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے کہا کہ میں اس پر صبر کرنے والا ہوں“

صبر و تحمل اختیار کئے ہوئے ہوں یہ الفاظ اس حقیقت کی نشاندہی کرتے ہیں کہ اگر آپؐ کی وصیت نہ ہوتی اور حضرت عثمانؓ چاہتے تو طاقت کے ذریعے بلوائیوں اور مفسدوں کی سرکوبی کر سکتے تھے جس طرح کہ بعض صحابہؓ نے بھی اُن کو مشورہ دیا تھا لیکن حضرت عثمانؓ نے اس مشورہ کو قبول نہ فرمایا، یہاں تک کہ مفسدین کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

خلافت نہ چھوڑنے کی وصیت نبویؐ: حضرت عائشہؓ سے ایک روایت ہے کہ ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عثمانؓ! اگر اللہ تعالیٰ تم کو اس امر یعنی خلافت کا کسی دن متولی کر دے اور منافق چاہے کہ تمہارا کردہ (خلافت) اتار لے جو اللہ تعالیٰ نے تم کو پہنایا ہے تو تم اس کو نہ اتارنا۔ حضور ﷺ نے یہ الفاظ تین مرتبہ فرمائے۔“

جو عثمانؓ سے بغض رکھے اللہ اور رسول ﷺ بھی اس سے بغض رکھتے ہیں:

ترمذی شریف میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک شخص کے جنازے پر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی۔ جب صحابہ کرامؓ نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انہ کان یبغض عثمان فابغضہ اللہ عزوجل ”یہ شخص عثمان سے بغض رکھتا تھا اس لئے اللہ عزوجل بھی اس کو مبغوض رکھتے ہیں“

دو رفتن میں حضرت عثمانؓ کے برحق ہونے کا اعلان نبویؐ: ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ مستقبل میں پیش آنے والے فتنوں کا بیان فرما رہے تھے کہ اس دوران حضرت عثمانؓ کی غمی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: هذا يؤمنذ علی الہدی ”یہ شخص فتنوں کے دوران ہدایت پر ہوگا۔“

بحری فوج کا قیام اور فتوحات عثمانیہ: آپؐ کے دور خلافت میں بحری فوج کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جس کی بدولت نہ صرف مسلمانوں کی عسکری قوت میں بے پناہ اضافہ ہوا بلکہ اسلامی فتوحات کا سلسلہ بھی دراز ہوتا گیا۔ آپؐ کے دور خلافت میں رے، روم، صابور، جرجان، دار بجز، افریقہ، اندلس، قبرس، جوزخراسان، غیشا پور، طوس، سرخس، مرو، یمن، اسکندریہ، مصر، طبرستان، نسا، اُرش، کرمان، زرنج، جوزجان، فلہ، سیاب، طالقان، بخارا، خوارزم، بازنس، حلوان، اصبہان،

مردود ذبیور، حمران، قمستان، آرمینہ، حصن المرأة، ہرات، مکران اور جزیرہ مالٹا فتح ہوئے۔

عظیم عالمی طاقت کسریٰ کا نیست و نابود ہونا: کسریٰ جو کہ اُس زمانے کے دو عالمی پر طاقتوں میں سے ایک کا سربراہ تھا۔ آپؓ کے زمانہ خلافت میں ۳۶ کونہایت ذلت کیساتھ قتل ہوا اور اس طرح رسول اقدس ﷺ کی یہ پیشگوئی

پوری ہوئی: اذا هلك كسرى فلا كسرى بعده ”اس کسریٰ کی ہلاکت کے بعد کوئی دوسرا کسریٰ نہیں ہوگا“

اختلاف قرات اور امت کو ایک قرات پر متفق کرنے کا عظیم کارنامہ: حضرت عثمانؓ کے عہد میں

اسلامی فتوحات کا ارہ و تیغ ہوا۔ مختلف ممالک اور علاقے اسلامی سلطنت میں شامل ہوئے۔ عربوں کے علاوہ عجمیوں نے بھی اسلام قبول کیا۔ عرب اور عجم مسلمانوں میں قرآن کے پڑھنے میں (قرآۃ قرآن) اختلافات کا ظہور ہوا۔ اور یہ اختلاف اس حد تک آگے گیا کہ ہر ایک اپنے تلفظ کی صحت پر اصرار کرنے لگا۔

حضرت عثمانؓ کے سامنے یہ مسئلہ پیش ہوا تو آپؓ نے اُس نسخے کی نقلیں تیار کرنے کا حکم دیا جو عہد صدیقیؓ میں تیار ہوا تھا۔ یہ نسخہ ام المؤمنین حضرت حفصہؓ کے پاس موجود تھا۔ یہ نسخہ قریش کی لغت کے مطابق لکھوایا گیا تھا۔ اسی نسخے کو مختلف صوبوں کے پایہ تخت اور چھاؤنیوں میں بھیج کر حضرت عثمانؓ نے فرمان جاری کیا کہ انفرادی تلفظ کے لحاظ سے لکھے ہوئے نسخے حکومت کے پاس جمع کئے جائیں اور اسکی جگہ لغت قریش کے موافق لکھے گئے مصحف کو رائج کیا جائے۔

اس طرح حضرت عثمانؓ نے پوری امت کو ایک ہی مصحف پر جمع کیا جس میں کتابت کی حد تک قریش کے لب و لہجہ کی پابندی کی گئی۔ اور اس طرح مسلمانوں کے درمیان اختلاف قرات کا جو جھگڑا چھڑ گیا تھا اس کا قلع قمع ہو گیا۔ اس سلسلے

میں حافظ ابن کثیر رقمطراز ہیں: من مناقبه الکبائر و حسناته العظيمة انه جمع الناس على قراءة واحدة ”آپؓ کے عظیم ترین مناقب و حسنات میں سے ایک یہ ہے کہ آپؓ نے مسلمانوں کو ایک قرات پر جمع کیا۔“

مختصر حالات زندگی: آپؓ کا تعلق قریش کی مشہور شاخ ”بنو امیہ“ سے تھا۔ قریش کا قومی جھنڈا

”عقاب“ اسی خاندان کے پاس ہوتا تھا۔ آپؓ کے پردادا قریش کے ممتاز سردار اور رئیس تھے۔ پیدائش عام الفیل

کے چھ برس بعد ۵۷۰ء میں مکہ میں ہوئی۔ ابو عبد اللہ اور ابو عمرو آپؓ کی دو مشہور کنیتیں ہیں۔ حضرت رقیہؓ کے بطن

مبارک سے آپؓ کا بیٹا عبد اللہ پیدا ہوا تھا۔ اسی سے آپؓ کی کنیت ابو عبد اللہ پڑ گئی۔ آپؓ کے القاب ذوالنورین، غنی

اور شہید مظلوم ہیں۔ آپؓ ان لوگوں میں شامل ہیں جنہوں نے اہل عرب کی عادت کے خلاف زمانہ جاہلیت میں لکھنا

پڑھنا سیکھ لیا تھا۔ جاہلیت کے دور میں شراب، جو اور اس قسم کی دیگر خرابیوں اور برائیوں سے آپؓ بالکل پاک و صاف

رہے۔ جوان ہوئے تو کپڑے کی تجارت اختیار کی۔ صداقت، دیانت اور راست بازی کے اوصاف اختیار کرنے کی وجہ

سے اللہ تعالیٰ نے انہیں بڑی برکت دی۔ اور خوب کمایا پھر راہ خدا میں خوب لٹایا۔ آپؓ کے جو دو کرم اور حسن اخلاق کی

وجہ سے قریش میں آپؓ کو عزت و محبت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ کہتے ہیں کہ عورتیں جب اپنے بچوں کو لوری دیتی تھیں تو

کہتی تھیں:

احب والرحمن ... حب قریش عثمان ” خدا کی قسم میں تجھ سے ایسی محبت کرتی ہوں جیسی قریش عثمان سے کرتے ہیں“ حضرت عثمانؓ کی عمر چونتیس سال تھی جب مکہ میں توحید کی صدا بلند ہوئی۔

والسابقون الاولون کے زمرہ محمودہ میں آپ شامل ہیں۔ آپؐ سے پہلے چار افراد نے اسلام قبول کیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ حضرت خدیجہ الکبریٰؓ۔ حضرت علیؓ۔ حضرت زید بن حارثہؓ۔ آپؐ اسلام میں داخل ہونے والے پانچویں فرد تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے حلقہ احباب میں تبلیغ و اشاعت کا سلسلہ شروع کیا تو حضرت عثمانؓ ان کی تحریک پر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے آپ کو دامادی کے شرف سے نوازا۔ دیگر صحابہؓ کی طرح اسلام لانے پر آپ کو بھی ہدف تعذیب و عقوبت اور نشانہ جو رو جفا بننا پڑا۔ آپ کے چچا حکم بن ابی العاص رسی سے آپ کو باندھ کر کہتا کہ جب تک اس دین کو نہ چھوڑ دے میں نہیں چھوڑوں گا۔ لیکن حضرت عثمانؓ کہتے:

والله لا ادع ابدالاً ولا افارقه ” خدا کی قسم میں کبھی اس دین کو نہیں چھوڑوں گا“

جہاد بالمال میں حضرت عثمانؓ اپنی نظیر آپ ہیں اور جہاد بانفس میں آپؐ کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ جانثاری اور قربانی کے ہر موقع پر آپ پیش پیش نظر آتے رہے۔ غزوہ بدر کے سوا آپ تمام غزوات میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہے۔

سختاوت عثمانؓ: ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور خلافت میں سخت قحط پڑا۔ مدینہ منورہ میں قحط کی وجہ سے

شور مچ گیا۔ ان حالات میں حضرت عثمانؓ کے ایک ہزار اونٹ غلے سے لدے ہوئے مدینہ منورہ پہنچے۔ مدینہ منورہ کے

تاجر حضرت عثمانؓ کے پاس پہنچے۔ بڑے بڑے تاجروں نے زیادہ منافع اور یکمشت رقم دے کر خریدنے کا اظہار کیا۔

حضرت عثمانؓ نے پوچھا کہ ”تم لوگ مجھے اس پر کتنا منافع دو گے“ تاجروں نے انتہائی بولی لگاتے ہوئے کہا کہ ”ہم

پچاس فیصد نفع دینے کو تیار ہیں۔“ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ ”مجھے اس سے زیادہ مل رہا ہے۔“ تاجر حیران ہوئے کہ

آخر وہ کون ہے؟ جو اس سے بھی بڑھ کر نفع دینے کو تیار ہے؟ حضرت عثمانؓ نے کہا کہ ”مجھے ایک کے بدلے میں دس

روپیہ قیمت مل رہی ہے۔ کیا تم اس سے زیادہ دے سکتے ہو“ من جاء بالحسنة فله عشر امثالها کی طرف اشارہ

تھا۔ تاجروں نے انکار کر دیا۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا: ”اچھا سنو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے یہ سب غلہ اللہ کی

راہ میں مدینہ منورہ کے فقیروں اور محتاجوں کو دے دیا“

اوصاف حمیدہ: حضرت عمرؓ کی تدفین کے تین دن بعد محرم ۲۴ھ کو اجماع صحابہ سے آپؐ خلیفہ منتخب ہوئے۔ آپ

ؓ کی مدت خلافت بارہ برس پر محیط ہے۔ آپؐ کے زمانہ خلافت میں مسجد نبویؐ کی تعمیر جدید و توسیع کی گئی۔ آپؐ کو حضور

قدس ﷺ نے دنیا میں جنت کی بشارت دی۔ حضرت عثمانؓ کو موت، قبر اور عاقبت کا خیال ہمیشہ دامن گیر رہتا تھا۔

قبرستان سے جب کبھی گزرتے تو اس قدر روتے کہ داڑھی ٹر ہو جاتی۔ لوگ آپؐ سے پوچھتے کہ جنت و دوزخ کے

تذکروں سے آپ پر اس قدر رقت طاری نہیں ہوتی جس قدر قبرستان میں آ کر ہوتی ہے۔ تو آپؐ فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قبر آخرت کی پہلی منزل ہے۔ اگر یہاں کامیاب ہو گئے تو تمام منزلیں آسان ہیں اور اگر یہاں پکڑے گئے تو تمام مراحل دشوار ہوں گے۔ خوف خدا، اتباع سنت، زہد و تقویٰ، انکسار و تواضع، شرم و حیا، اطاعت و انقیاد، جو دو سچا، صبر و شکر کے عظیم اوصاف سے آپؐ مالا مال تھے۔

مظلومانہ شہادت اور پس منظر: عبد اللہ ابن سبا جو صنعاء کا ایک شاطر یہودی تھا نے حضرت عثمانؓ کے دور خلافت کے آخری حصہ میں مسلمانوں کی وحدت کو توڑنے کی غرض سے ایک خفیہ پارٹی ”سبائی“ قائم کی اور اس مقصد کے لئے تمام صوبہ جات کا دورہ کر کے موزوں ترین آدمیوں کو اپنے ساتھ ملایا۔ اور پھر ملکر حضرت عثمانؓ پر بے جا الزامات لگا کر امت کو گمراہ کرنے کی مذموم کوشش کی۔ لیکن خلیفہ وقت نے ان کے تمام الزامات کے مدلل جوابات دیئے۔ تاہم فساد نیت کی اصلاح دلائل و براہین سے نہیں ہو سکتی۔ آخر کار مفسدین باغیوں سبائیوں اور بلوائیوں کی اس جماعت نے جو خون عثمانؓ کے پیاسے تھے، مدینہ منورہ میں پہنچ کر حضرت عثمانؓ کے مکان کا محاصرہ کیا ان کی تعداد دو ہزار کے لگ بھگ تھی۔ چالیس روز تک اور بعض روایات کے مطابق پچاس روز تک یہ محاصرہ جاری رہا۔ شورش پسندوں نے قساوت اور ہیبت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس دوران آپؐ پر پانی بھی بند کر رکھا تھا۔ ان سنگین حالات میں اکثر صحابہ جیسے حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت زید ابن ثابتؓ، حضرت عبداللہ ابن عمرؓ، حضرت عبداللہ ابن سلامؓ اور حضرات حسنین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے باغیوں کا مقابلہ کرنے کی پیشکش کی لیکن حضرت عثمانؓ نے یہ تجویز ہر مرحلے پر رد کی۔ اور فرمایا ”میں اپنی وجہ سے امت رسول ﷺ کا خون بہانا نہیں چاہتا۔“ آزمائش کی اس گھڑی میں آپؐ نے ربی دنیا تک صبر و تحمل، حلم و ثبات اور قوت برداشت کی عظیم مثال قائم کی۔ دوران محاصرہ آپؐ نے ایک دن اپنے در پیچے سے بلوائیوں کو مخاطب کر کے فرمایا ”اے لوگو! مجھے قتل نہ کرو۔ میرے قتل سے باز آ جاؤ۔ اگر تم نے مجھے قتل کر دیا پھر تم کبھی مل کر نماز نہ پڑھ سکو گے۔ اور نہ ہی باہم مل کر دشمن سے جہاد کر سکو گے۔“ ان بد بختوں کے ہاتھوں ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ بروز جمعہ بعد از عصر قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہوئے آپؐ نے شہادت پائی۔ خون عثمانی کے قطرے قرآن پاک کی جس آیات پر گرے وہ یہ تھیں: **فَسَبِّحْ بِحَمْدِ اللَّهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ** ”ان کے مقابلے میں خدا تمہارے لئے کافی ہے۔ اور وہی صاحب علم اور سننے والا ہے۔“ اس وقت عمر ۸۲ برس سے متجاوز تھی۔ آپؐ کی نماز جنازہ حضرت جابر بن مطعمؓ اور ایک قول کے مطابق حضرت زبیرؓ نے پڑھائی۔

مرویات عثمانؓ: ذخیرہ احادیث میں آپؐ کی روایت کردہ احادیث کی تعداد ایک سو چھیالیس ہیں جن میں تین متفق علیہ ہیں۔ آٹھ پر امام بخاریؒ اور پانچ پر امام مسلمؒ نے انفراد کیا ہے۔